MILLI

ملی ایڈیشن

6/12/04

اسلامی ملکوں کی تنظیم .... او آئی سی

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی

اسلامی ملکوں کی تنظیم کو فعال بنانے کے لئے اسلام آباد میں ایک مجلس مذاکرہ (سیمینار) ہوئی۔ جنرل پرویز مشرف نے اپنی "دانش" کو ایک نسخہ کیمیا کی صورت میں پیش کیا۔ سیمینار ختم ہو گیا۔ اب دیکھنا ہے کہ مسلمان ملکوں کے ایوانوں اور محلوں میں اس کی عملی تعبیر کیا ہو گی۔

ستاون مسلمان ملکوں کی اس تنظیم کا عالمی سیاست میں کوئی وزن نہیں ہے۔ اس کی ایک نہیں' بے شمار شہادتیں ہیں۔ یہ شہادتیں دنیا کے نقشے پر بکھری پڑی ہیں اور کسی ایک خطے یا جغرافیائی علاقے تک محدود نہیں۔ افغانستان' کشمیر، فلسطین' عراق' شیشان۔ یہ تو وہ مثالیں ہیں جو مخالف حکومتوں اور منظم طاقتوں کے استبداد کی داستان پیش کرتی ہیں۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں بنیادی انسانی حقوق کو پامال کیا گیا اور ان مسلم ملکوں کی کہانیوں کی پیچیدگیاں بہت گہری' پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہیں جن کو امریکہ اور مغرب کی سازشوں کا مسلسل سامنا کرنا پڑا۔ ملائشیا کی ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت کو کس طرح تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کا اندازہ مہاتیر محمد کی تقریروں اور تبصروں سے کیا جا سکتا ہے۔ ایران کے اسلامی انقلاب کو ایک ہوا بنا کر پیش کیا گیا اور ابلاغی ذرائع سے اس انقلاب کے خدوخال کو مسخ کر کے پیش کیا گیا۔ تھائی لینڈ' فلپائنز جیسے ملکوں میں دہشت گردی اور علیحدگی پسندی کے نام پر مسلمانوں کی خاموش نسل کشی کی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں "تاج محل" کو سیاحوں کے لئے کشش کا سب سے موثر ذریعہ تو بنایا گیا مگر اسلامی تہذیب کو زندگی سے محروم کرنے کے لئے پچاس برس سے مسلسل جدوجہد ہو رہی ہے۔

ان میں سے کسی ایک مسئلہ پر بھی او آئی سی کی کسی قرارداد کو عالمی سیاست کے کسی ایوان اور ادارے میں سنجیدگی کے لائق نہیں سمجھا گیا اور ہماری عرض داشتوں پر "حاکم" ملکوں کا ردِ عمل یہی ہوتا ہے۔

Oh I See

او آئی سی کی کیا خوب قدر دانی ہے۔

اس صورت حال کے لئے ہمارے علاوہ کوئی ذمہ دار نہیں۔ مسلمان ملک منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے "اسلامی اخوت" کا ذکر کر لیتے ہیں' لیکن صورتحال یہ ہے کہ مصر کے ایک سابق صدر نے پاکستان سے مسئلہ کشمیر کے بارے میں کہا تھا کہ "بے شک آپ ہمارے بھائی ہیں لیکن ہندوستان ہمارا دوست ہے۔" برادرانِ یوسف کی داستان تاریخ کی ایک کہانی نہیں بلکہ حال کی ایک سچائی بھی ہے۔

قرآن حکیم کی تعلیمات پر آج بھی مسلمان انفرادی طور پر عمل کر رہے ہیں۔ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرنے والے وہ لوگ موجود ہیں جو اشکِ شب گاہی سے وضو کرتے ہیں' زندگی بھر اپنی پاک کمائی کا پیسہ پیسہ جوڑ کر حج کے لئے جاتے ہیں' صدقات و خیرات برضا و رغبت ادا کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کر کے ان کے لئے زندہ رہنے کے اسباب فراہم کرتے ہیں' لیکن صورت حال یہ ہے کہ

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

اس کا سبب خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ عبادتیں بے کار و بے مصرف ہیں۔ بات یہ ہے کہ اسلام ایک کل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے اہلِ ایمان اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم عبادت تو اللہ جل جلالہ کی کریں اور اپنا نظام سیاست' نظام معیشت اور نظامِ تعلیم اس سے اور اس کے

خارجہ اسٹرا نے بڑی "دیانت" کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بیان میں فرمایا تھا کہ برطانیہ نے آزادیٔ برعظیم کے منصوبے کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اس لئے کشمیر کے مسئلے کو حل کرانا ہماری بھی ذمہ داری ہے۔ ہمیں لارڈ ماؤنٹ بیٹن' ریڈ کلف اور پنڈت نہرو سے کوئی شکوہ نہیں' ہاں اگر حسرت ہے اور ندامت ہے تو شیخ عبداللہ کے کردار اور کشمیر کی غلامی میں ان کے حصے پر ہے۔ اس ملت کی طویل تاریخ اور خاص طور پر جنوبی ایشیا کی تاریخ اپنے جعفروں اور صادقوں کے داغِ سازش پر شرمندہ ہے۔ یہ بات انگریزوں کے ساتھ ساتھ ہمارے غداروں پر بھی صادق آتی ہے۔

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

قرآن حکیم میں ہمارے اجتماعی مسئلوں اور باہمی اختلافات کا ربانی حل موجود ہے۔ اگر دو مسلمان طاقتوں میں تصادم کی نوبت آ جائے تو دوسرے مسلمانوں' مسلم طاقتوں اور مسلم ملکوں کو مل کر فیصلہ کرنا چاہئے کہ دونوں میں سے ظالم کون ہے؟ اور مظلوم کون؟ ان میں باہمی صلح کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر ظالم باز نہ آئے تو سب کو مل کر اسے سزا دینی چاہئے۔ کیا اسلامی ملکوں کی تنظیم نے کبھی ربِ جلیل کے اس فرمان کے مطابق عمل کیا ہے؟ عراق اور ایران جنگ میں عراق کی جارحیت اور پہل کے باوجود کسی عرب ملک نے عراق کی مذمت نہیں کی اور ایران کا ساتھ نہیں دیا۔ ہادیٔ اعظم' بانیٔ ریاستِ اسلامیہ اور مستقبل سازِ بنی آدم ﷺ نے حجتہ الوداع میں اعلان فرمایا تھا کہ "ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں تلے (ذلیل و متروک) ہیں۔ لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ (آج سے) عربی کو عجمی' عجمی کو عربی پر' سفید فام کو سیاہ فام پر اور سیاہ فام کو سفید فام پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ (فضیلت ہے تو تقویٰ کی بنیاد پر)" ہم نے منشورِ اسلامی کی پہلی دفعہ کو عملی طور پر نظر انداز کیا۔ عرب و عجم کی تفریق پھر زندہ ہو گئی۔ ہمارے طرزِ عمل سے جہالت کے دستور میں پھر جان پڑ گئی اور پھر جب چند برسوں کے بعد عراق نے کویت پر حملہ کیا عرب ملکوں نے کفار کو اپنی مدد کے لئے پکارا اور ان کی فوجوں کے لئے ان کے دروازے کھل گئے۔

اور کیسے سمجھائے؟ جاگے ہوؤں کو کون جگا سکتا ہے۔

بین الاقوامی سیاست کو چھوڑیئے ملکی حالات پر ایک نظر ڈالئے۔ آج ہم اتنے بے بس ہیں کہ اپنا نظام تعلیم بھی غیروں کے حکم سے بدل رہے ہیں اور اسلامی نظامِ تعلیم کی جگہ ہم ایسے طبقاتی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک نظام تعلیم نہیں بلکہ کئی نظام تعلیم جاری ہیں۔ ہمارا ملک نظام تعلیم کی منڈی ہے جس میں غیر ملکی یونیورسٹیاں اور ادارے آ کر اپنا مال فروخت کر رہے ہیں۔ ہم پاکستان کے نظام تعلیم کی خرابیوں اور فرسودگی سے خوب واقف ہیں مگر ان کی جگہ نیا نظام لانے کے لئے ان کی خدمات حاصل نہیں کیں جنہوں نے اپنی عمریں تعلیم اور نئی نسل کی تربیت کے لئے گزار دیں اور گزار رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نفسیاتی طور پر ڈکٹیٹر اپنے آپ کو قوم کی تقدیر سمجھتا ہے اور ہر مسئلے میں اپنے آپ کو عقلِ کل قرار دیتا ہے۔ ہمارے حکمران تو یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم اچھے نہ ہوتے تو اللہ ہمیں اقتدار کیوں عطا کرتا۔ وہ یہ یاد نہیں رکھتے کہ ہمارے اعمال نے انہیں ہم پر مسلط کیا ہے۔ حدیث مبارک کے مطابق تمہارے حکام تمہارے اعمال ہیں یعنی جیسے قوم کے اعمال ہوں گے ویسے ہی ان کے حکام ہوں گے۔

جس معاشی ترقی کا اس قدر چرچا ہے وہ آخر ہے کہاں؟ کس کو نظر آتی ہے؟ جس کاسہ گدائی کو توڑ دینے کا اعلان اور عزم کیا گیا تھا کیا وہ ٹوٹا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے نئے قرض دینے والوں کے سامنے اب اپنا پیالہ آگے کر دیا ہے۔ بھاری شرح سود پر لئے گئے قرضوں کی ادائیگی کے لئے نسبتاً ہلکے اور کم شرح پر قرض لئے جا رہے ہیں مگر کاسۂ گدائی ابھی ہاتھوں میں ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن گداگر بے چہرہ ہوں گے۔ اس حدیث کی صداقت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آج اقوامِ عالم میں ہماری بے چہرگی' سامنے کی بات ہے اور ہمارے وزیر خزانہ بجٹ تقریر میں فخریہ کہتے ہیں کہ بہت سے ملکوں نے تو قرض معاف کر دیئے ہیں۔

معاشیات علم زر نہیں ہے بلکہ زر اور انسان کے تعلق